

از عدالتِ عظمیٰ

کمشنر آف انکم ٹیکس

بنام

منوہر لال گپتا اینڈ کمپنی

تاریخ فیصلہ: 5 جنوری 1996

[بی۔ پی۔ جیون ریڈی اور ایس۔ بی۔ مجومدار، جسٹس صاحبان]

انکم ٹیکس ایکٹ، 1922:

دفعہ 3- زیر غور پسندِ انتخاب- تشخیص کا سال 1961-62- غیر مصدقہ فرم- ایک آئی ٹی او کے ذریعہ تخمینہ- دوسرے آئی ٹی او کے ذریعے شریک کا مشخصہ کیا گیا- شرکاء کا تشخیصی حکم جس میں کہا گیا ہے کہ جب شریک کی اسٹور آمدن رپورٹ آئی ٹی او سے موصول ہوگی تو اسے درست کر دیا جائے گا- قرار پایا کہ، آئی ٹی او کے ذریعہ دفعہ 3 کے تحت حق انتخاب استعمال نہیں کیا گیا- شریک اصلاح کے لیے درخواست دے سکتا تھا- قرار پایا کہ تشخیصی فرم جائز-

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 187 (این ٹی)، سال 1978-

ایل ٹی آر نمبر 158، سال 1973 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 26.5.76 کے فیصلے اور حکم

- سے

اپیل کنندہ کے لیے کے این شکلا اور ایس این ٹرڈول-

مدعا علیہ کے لیے کرشنا کمار اور وٹل دیو-

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

ملکتہ عدالت عالیہ نے درج ذیل سوال کا جواب دیا ہے، جس کا حوالہ مشخص الیہ کے کہنے پر منفی یعنی مشخص الیہ کے حق میں اور ریونیو کے خلاف دیا گیا ہے۔

"کیا، حقائق پر اور کیس کے حالات میں، ٹریبونل کا یہ فیصلہ جائز تھا کہ تشخیصی سال 1961-62 کے لیے غیر مصدقہ فرم کے طور پر مشخص الیہ تخمینہ کاری مناسب تھی؟"

مشخص الیہ ایک فرم ہے۔ زیر بحث تخمینہ کاری بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کے زیر انتظام تخمینہ کاری سال 1961-62 سے متعلق ہے۔ چونکہ اس نے رجسٹریشن کے لیے درخواست نہیں دی تھی اس لیے انکم ٹیکس افسر نے مشخص الیہ کو غیر مصدقہ فرم مانتے ہوئے تخمینہ کاری مکمل کی۔ انہوں نے 59، 623 روپے کی کل آمدنی کا حساب لگایا جس میں دیگر ذرائع سے آمدنی کے طور پر 50,000 روپے کی رقم شامل تھی جس پر مشخص الیہ نے اتفاق کیا تھا (مقدمے کے بیان کا پیرا 31 دیکھیں)۔ اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر میں مشخص الیہ کی اپیل کو خارج کر دیا گیا اور اسی طرح ٹریبونل میں مزید اپیل بھی کی گئی۔ دونوں اپیلٹ حکام کے سامنے مشخص الیہ کی بنیادی اور واحد دلیل تھی کہ مشخص الیہ۔ فرم کے شریک سری منوہر لال کا 31 جنوری 1966 کو ان کے اثاثہ میں مشخص الیہ فرم سے ان کے حصص کی آمدنی سمیت مشخصہ کیا گیا تھا، 23 مارچ 1966 کو مشخص الیہ فرم پر کی گئی تخمینہ کاری جائز نہیں تھی۔ دونوں اپیلٹ حکام نے اس دلیل کو خارج کر دیا۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ جہاں منوہر لال شریک تخمینہ کاری انکم ٹیکس آفیسر 'A' وارڈ، ہاؤس نے کی تھی، وہیں مشخص الیہ فرم تخمینہ کاری انکم ٹیکس آفیسر 'C' وارڈ، ہاؤس نے کی تھی۔ ان کا موقف تھا کہ چونکہ شریک اور فرم کے بارے میں جائزے مختلف انکم ٹیکس افسران کے ذریعے کیے گئے تھے اور مزید اس لیے کہ شریک کے بارے میں جائزے کرنے والے انکم ٹیکس افسر نے واضح تخمینہ کاری پر ذکر کیا ہے کہ جب وہ فرم کا جائزہ لینے والے انکم ٹیکس افسر سے مذکورہ شریک کی شیئر انکم رپورٹ حاصل کرے گا تو وہ جائزے کو درست کرے گا، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انکم ٹیکس افسر نے شریک پر ٹیکس لگانے کے لیے صوابدید کا استعمال کیا ہے (جیسا کہ 1992 کے ایکٹ کے ذریعے اجازت دی گئی تھی) یا یہ کہ اس فرم کے بارے میں جائزے قانون کے مطابق غلط تھے۔ عدالت عالیہ نے میسرز ہندوستان مل اسٹورز سپلائی کمپنی بنام کمشنر آف انکم ٹیکس، مغربی بنگال، انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 10 سال (1973) میں ان کے پہلے فیصلے کے بعد صرف مشخص الیہ کے حق میں سوال کا جواب دیا ہے۔ اگرچہ عدالت عالیہ نے دونوں فریقوں کے وکیل کے دلائل کو تفصیل سے نوٹ کیا ہے، لیکن اس نے اپنے فیصلے کو خصوصی طور پر اس عدالت کے مذکورہ بالا (غیر رپورٹ شدہ) فیصلے پر رکھا۔ بد قسمتی سے، مذکورہ غیر رپورٹ شدہ

فیصلے کی کاپی ہمیں دستیاب نہیں کرائی گئی ہے۔ اس لیے ہم اس درست استدلال کا پتہ لگانے سے قاصر ہیں جس کی بنیاد پر عدالت عالیہ نے اس سوال کا منفی جواب دیا ہے۔ تاہم، ہم نے دونوں فریقوں کے وکیل کو سنا ہے اور ہم فرض کرتے ہیں کہ عدالت عالیہ کی رائے میں، فرم پر تخمینہ کاری اس وجہ سے غلط ہے کہ شراکت دار کی حصص کی آمدنی کو اس کی انفرادی تخمینہ کاری میں شامل کیا گیا تھا جس کا مطلب ہے کہ انکم ٹیکس افسر نے 1922 کے ایکٹ کے تحت اس کے لیے دستیاب صوابدید، حق انتخاب کا استعمال کیا ہے۔

کمشنر انکم ٹیکس بنام اتچیا، (دیوانی اپیل نمبر 2573، سال 111977 دسمبر 1995 کو دی گئی) میں، اس عدالت نے 1922 اور موجودہ ایکٹ کے تحت اس سلسلے میں متعلقہ قانون کے موقف سے نمٹا ہے۔ 1922 کے ایکٹ کے تحت، انکم ٹیکس افسر کے پاس فارم کی آمدنی کے حوالے سے کسی فرم یا فرم کے شراکت داروں پر ٹیکس لگانے کا حق انتخاب تھا لیکن ایک بار جب اس نے اپنے حق انتخاب کو ایک طرح سے استعمال کیا تو ظاہر ہے کہ وہ اتنی ہی رقم دوسرے کے ہاتھ میں ٹیکس میں نہیں لاسکتا تھا۔ تاہم موجودہ ایکٹ کے تحت اس کے پاس ایسا کوئی حق انتخاب دستیاب نہیں ہے۔ یہ اپیل 1922 کے ایکٹ کے تحت کی جاتی ہے، جس کا مطلب ہے کہ انکم ٹیکس افسر کے پاس ایک حق انتخاب تھا۔ صرف سوال یہ ہے کہ کیا اس نے اس اختیار کو استعمال کیا تھا؟ ہم نہیں سوچتے۔ شریک تخمینہ کاری پہلے یعنی 31 جنوری 1966 کو مکمل کی گئی تھی۔ یہ انکم ٹیکس آفیسر 'A' وارڈ نے کیا تھا جبکہ فرم پر تخمینہ کاری انکم ٹیکس آفیسر 'C' وارڈ نے 23 مارچ 1966 کو کی تھی۔ شریک تخمینہ کاری 31 جنوری 1966 کا تفویض دستاویز پڑھتا ہے:

"ریٹرن فائل کیا گیا۔ دفعہ 143(2) کے تحت نوٹس کی تعمیل کی گئی۔ مشخص الیہ کا کہنا ہے کہ یہ ساری کاروباری آمدنی فرم میسرز منوہر لال گپتا اینڈ کمپنی کے ذریعے لی جاتی ہے اور اس کی انفرادی آمدنی صرف اسی فرم سے ہوتی ہے۔ محصول لینے والے نے اپنی آمدنی 982 روپے ظاہر کی ہے۔ یہ فی الحال قبول کیا جاتا ہے۔ متعلقہ آئی ٹی او کی رپورٹ موصول ہونے پر اسے درست کر لیا جائے گا۔"

انکم ٹیکس آفیسر 'C' وارڈ کی طرف سے فرم پر تخمینہ کاری کا حکم (پیپر بک کے صفحات 8 سے 10 پر) کسی بھی طرح سے اس بات کی نشاندہی نہیں کرتا ہے کہ تخمینہ کاری کرنے والا افسر دور سے بھی جانتا تھا کہ فرم کے شراکت داروں کا اس فرم سے ان کے حصص کی آمدنی کے حوالے سے پہلے

ہی مشخصہ کیا جا چکا ہے۔ درحقیقت ٹریبونل نے کہا ہے کہ اسے اس بات کی کوئی معلومات نہیں ہے کہ آیا کسی دوسرے پارٹنر کا مشخصہ کیا گیا تھا یا نہیں۔ اس کے ساتھ اوپر مذکور شریک سے متعلق تخمینہ کاری ترتیب میں واضح بیان ہے۔ مذکورہ بالا حالات کی روشنی میں، ہماری رائے ہے کہ ٹریبونل نے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں جواز پیش کیا کہ 1922 کے ایکٹ کے دفعہ 3 کے ذریعے زیر غور حق انتخاب کو اس معاملے میں انکم ٹیکس افسر نے استعمال نہیں کیا تھا اور اس لیے فرم پر کی گئی تخمینہ کاری غلط نہیں تھی۔ (شریک، منوہر لال، اپنے تخمینہ کاری حکم کی اصلاح کے لیے درخواست دے سکتا تھا جیسا کہ خود تخمینہ کاری کی ترتیب میں واضح طور پر فراہم کیا گیا ہے۔)

کچھ فیصلے ہمارے نوٹس میں لائے گئے تھے لیکن ان سے نمٹنا ضروری نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے حقائق کو بدل دیتے ہیں۔ یہاں پیدا ہونے والا سوال واقعی ٹریبونل کی طرف سے پائے جانے والے حقائق سے اخذ کیا جانے والا ایک نتیجہ ہے۔ ہم ٹریبونل کی رائے کو درست اور درست پاتے ہیں۔ عدالت عالیہ نے ٹریبونل کے ذریعے پائے گئے حقائق میں خلل نہیں ڈالا ہے۔ جس استدلال کی بنیاد پر اس نے ٹریبونل سے اختلاف کیا ہے وہ حکم سے واضح نہیں ہے، جیسا کہ یہاں پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر اپیل منظور کرتے ہیں۔ عدالت عالیہ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور جس سوال کا حوالہ دیا جاتا ہے اس کا جواب مثبت یعنی محصول کے حق میں اور محصول مشخص الیہ کے خلاف دیا جاتا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیل منظور کی گئی۔